

قرآنی احکام کی پابندی کرنا روزہ دار کے لئے ضروری اور لا بدی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ جولائی ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:-
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا
أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ
مِّن طَعَامٍ مَّسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۗ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ
إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى
لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ ۗ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ
عَلَىٰ مَا هَدَيْتُمْ ۗ وَعَلَيْكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي
قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي
لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ۝ أَحَلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۗ
هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ
أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالَّذِينَ بَاشِرُوا هُنَّ وَأَبْتَعُوا مَا

كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَاَشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصِّيَامَ إِلَى الْيَلِّ وَلَا تَبَاشِرُوا وُهْرًا وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○ (البقرة: ۱۸۳ تا ۱۸۸)

اور پھر حضور انور نے فرمایا:-

قرآن کریم کا ہم ترجمہ کرتے ہیں۔ اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں اور اس کی تفسیر بتاتے ہیں۔ اس کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے اور اس کی تفسیر سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ترجمہ کو اچھی طرح سمجھنے والے ہوں۔

رمضان کا جو درس دیا جاتا ہے اس میں زیادہ تر تفسیر پر زور ہوتا ہے۔ ہمارے وہ پرانے احمدی جن کے سامنے قرآن کریم کا ترجمہ بار بار آیا وہ تو اس تفسیر سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن جماعت میں نئے داخل ہونے والے یا نئے نوجوان ہونے والے بچے جو درس میں شمولیت کی عمر کو پہنچے ہیں، ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کے سامنے ترجمہ اس طرح رکھا جائے (قرآن کریم کا) کہ ترجمہ کو وہ سمجھنے لگیں اور اس کے مفہوم سے آگاہ ہوں۔

اس کی طرف صرف رمضان کے مہینے میں خاص توجہ دے کے بقیہ مہینوں میں بے توجہگی سے کام لینے سے تو کام نہیں بنتا جو طریق اس وقت رائج ہے مختلف دوست درس دیتے ہیں وہ تو اسی طرح رائج رہے گا لیکن میں یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں جماعت کو کہ بچوں کے سامنے اور نئے آنے والوں کے سامنے یا نئے سیکھنے والوں کے سامنے قرآن کریم کا ترجمہ وضاحت سے بیان کر دینا چاہیے۔

یہ ایک لمبا سلسلہ جو درس کا شروع ہو جائے گا اس کی ابتدا اس خطبہ سے میں کرنا چاہتا ہوں اور اس مہینہ کی نسبت سے روزوں کے متعلق جو آیات ہیں وہ میں نے ابھی تلاوت کی ہیں وہاں سے شروع کروں گا۔

آیات کی تو میں نے تلاوت کر دی، ان کا ترجمہ تفسیر صغیر کے ترجمہ کی روشنی میں یہ ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو خدا اور اس کے رسول اور اس عظیم کتاب

پر، تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔ اَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ سَوْتَم روزے رکھو چند گنتی کے دن اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور ان لوگوں پر جو اس کی طاقت نہ رکھتے ہوں یعنی روزے کی بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا بشرط استطاعت واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو اس کے لئے بہتر ہوگا اور تم سمجھو تو تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا۔ (میں ترجمہ میں کوئی تھوڑا سا تردد و بدل بھی کر رہا ہوں) اور جس مہینے میں قرآن کریم کا نزول ہوا اور قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے جسے تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ ایسے دلائل جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی قرآن کریم میں الہی نشان بھی ہیں اس لئے تم میں سے جو شخص بھی اس مہینہ کو پائے یاد کیے، اس حالت میں کہ نہ وہ مریض ہو نہ مسافر اسے چاہئے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اس پر اور دنوں میں تعداد پوری کرنا واجب ہوگی۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور تاکہ تم تعداد کو پورا کر لو اور اس بات پر اللہ کی بڑائی کرو اس نے تم کو ہدایت دی ہے تاکہ تم اس کے شکر گزار بنو۔

اور اے رسول! جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو جواب دو کہ میں ان کے پاس ہی ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ سو چاہئے کہ وہ دعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

تمہیں روزہ رکھنے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ہے وہ تمہارے لئے ایک قسم کا لباس ہیں اور تم ان کے لئے ایک قسم کا لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے۔ اس لئے اس نے تم پر فضل سے توجہ کی اور تمہاری اس حالت کی اصلاح کر دی۔ سو اب تم بلا تامل ان کے پاس جاؤ اور جو کچھ اللہ نے تمہارے

لئے مقدر کیا ہے اس کی جستجو کرو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد صبح سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو اور جب تم مساجد میں معتکف ہو تو ان بیویوں کے پاس نہ جاؤ۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اس لئے تم ان کے قریب بھی مت پھٹکو۔ اللہ اسی طرح لوگوں کے لئے اپنے احکامات بیان کرتا ہے۔ تاکہ وہ ہلاکتوں سے بچیں۔

ان آیات میں جو احکام دیئے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔ اب میں مفہوم بتاؤں گا۔ نمبر ایک روزہ رکھنا تم پر اس طرح فرض ہے جس طرح پہلوں پر فرض کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلوں پر ماہ رمضان میں اسی طرح روزے فرض کئے گئے تھے جس طرح مسلمان پر کئے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اپنی اپنی شریعت کے احکام کے مطابق روزے رکھو تو جس طرح پہلوں پر فرض تھا کہ وہ اپنی شرائع کے مطابق اور ان کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے روزے رکھیں۔ اسی طرح تم پر فرض ہے کہ تم اپنی شریعت کے مطابق اور ان کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے روزے ان دنوں میں جن دنوں میں روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ ان شرائط کے ساتھ جن شرائط کے ساتھ روزہ رکھنے کا حکم ہے۔

تو روزہ رکھنے کا جو حکم ہے وہ مختلف ہے شریعت شریعت میں۔ لیکن بنیادی حکم جو ہے وہ ایک ہی ہے کہ اپنی شریعت کے مطابق جو شریعت کے احکام ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائے ہوئے طریق پر روزے رکھو۔ دوسرے یہ کہا گیا ہے کہ روزہ رکھنا روحانی اور اخلاقی کمزوریاں دور کرنے کا ذریعہ ہے۔ تقویٰ پیدا کرتا ہے۔ اب ظاہر ہے (پہلا مضمون بھی اس سے واضح ہوتا ہے) کہ پہلوں کی روحانی کمزوریاں اور قسم کی تھیں اور ان کی اخلاقی حالتیں کچھ اور رنگ رکھتی تھیں۔ لیکن انسان ارتقائی مدارج میں سے گزرتا ہوا اس حالت کو پہنچ گیا کہ قرآن کریم کی شریعت کا متحمل ہو سکے تو اب اس کی ضرورت کے مطابق اور اس کی طاقت اور قابلیت اور صلاحیت کے مطابق اس کو قرآن کریم نے حکم دیئے۔ پہلی شریعتوں کا بھی مقصد یہی تھا کہ ان کے ماننے والوں کی روحانی اور اخلاقی کمزوریاں دور ہوں۔ لیکن ضرورتیں اور تھیں احکام اور

تھے اور شریعت محمدیہ کا بھی یہ مقصود ہے کہ ایک ایسے شخص کی جو امت محمدیہ کی طرف منسوب ہوتا اور جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑا ہے اس کی روحانی اور اخلاقی کمزوریاں دور ہوں۔

یہ جو کہا گیا کہ روحانی اور اخلاقی کمزوریاں دور کرنے کا ذریعہ ہے۔ تقویٰ کا ذریعہ ہے اس میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے اس عبادت کے چھلکے پر اگر تم نے اکتفا کیا اور سمجھا کہ یہ کافی ہے اور اس کی روح کو پانا اور اس سے فائدہ اٹھانا ضروری نہیں تو تمہاری روحانی اور اخلاقی کمزوریاں دور نہیں ہوں گی تو سوچو اور غور کرو کہ وہ تمام حکمتیں جو قرآن کریم نے بیان کی اور وہ تمام روحانی اور اخلاقی بیماریاں جن کے متعلق کہا گیا کہ قرآن کریم شفا ہے ان کے لئے۔ وہ کونسی ہیں اور روزے کے دنوں میں Consciously اور بیدار مغزی کے ساتھ اس عبادت کو اس رنگ میں ادا کرو کہ روحانی اور اخلاقی کمزوریاں دور ہو جائیں اور تم شریعت محمدیہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے ہو۔

تیسرے یہ کہا گیا ہے کہ مقررہ گنتی پوری کرنا فرض ہے۔ یہ مضمون پہلی شریعتوں اور شریعت محمدیہ دونوں کے ساتھ Parallel چل رہا ہے۔ ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو کہ مقررہ گنتی پوری کرنا ضروری ہے۔ جس شریعت میں جس گنتی میں روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ سب شریعتوں میں رمضان کے روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے اس واسطے کہ جہاں پہلوں کا ذکر تھا ان کی گنتیاں کچھ اور تھیں اور تمہاری کچھ اور ہیں۔ ان کے روزے کے اوقات کچھ اور تھے تمہارے کچھ اور ہیں۔ اس واسطے یہ الفاظ کر دیئے کہ جو تمہیں کہا گیا اس اس کے مطابق گنتی کا پورا کرنا فرض ہے اور جو ان کو کہا گیا اس کے مطابق ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ گنتی کو پورا کریں۔

جو دائم المریض ہوں۔ یہ دو جگہ آیا ہے دو آیتوں میں۔ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ عَلَى سَفَرٍ پہلی آیت میں جو مریض کا لفظ ہے اس سے مراد دائم المریض ہے اور اس کی طرف اشارہ کرتا ہے آیت کا یہ اگلا ٹکڑا کہ جو روزے کی طاقت کھو بیٹھے ہوں کیونکہ اَطَّاقَ يُطَبِّقُ بابِ افعال جو ہے اس کی ایک خاصیت سلب کی ہے تو جو روزہ رکھنے کی

طاقت کھو بیٹھے ہوں یعنی روزہ رکھ ہی نہ سکتے ہوں وہ روزہ نہ رکھیں اور اگر طاقت رکھتے ہوں تو ہر روزہ کے بدلہ میں بطور فدیہ کے طَعَامٌ مَسْكِينٍ چوبیس گھنٹے کا کھانا جو ہے وہ فدیہ کے طور پر دیں۔ یعنی وہ لوگ جن کی طاقت کمزور ہوگئی ہے، ان کا روزہ نہ رکھنا کیونکہ ایک اجتہادی امر ہوگا۔ یہ فیصلہ تو ہر شخص نے خود کرنا ہے کہ میں اتنا کمزور ہو چکا ہوں۔ بیماریوں کی کثرت کے نتیجہ میں یا عمر کی زیادتی کے نتیجہ میں یا ڈاکٹروں کے مشورہ کے نتیجہ میں کہ اب مجھ میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی۔ زیادہ لمبا فاقہ نہیں میں کر سکتا۔ تو یہ اجتہاد ہوگا اور جب اجتہاد ہوگا تو اجتہادی غلطی کا بھی امکان ہوگا۔ جب اجتہادی غلطی کا امکان ہوگا تو اس نامعلوم یا غیر محسوس گناہ پر مغفرت کی چادر ڈالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انتظام کیا ہے کہ طَعَامٌ مَسْكِينٍ بطور فدیہ کے دے دیا کرو۔ کہ اگر تو اجتہادی امر ہے اس میں غلطی نہیں مزید ثواب تمہیں مل جائے گا اور اگر اجتہادی امر جو ہے اس میں غلطی ہے کچھ تو خدا تعالیٰ اس طرح تمہاری مغفرت کر دے گا۔ ایک اور ذریعہ سے تم اس کے فضل کو حاصل کرنے والے ہو گے۔

اور چھٹے یہ کہ اگر سفر پر ہو تو روزہ نہ رکھو۔

ساتویں یہ کہ اصل چیز یہ ہے کہ نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی پوری اور سچی اور حقیقی فرمانبرداری کرنی ہے۔

آٹھویں بات یہ بتائی گئی ہے کہ روزوں کا حکم تمہاری بہتری کے لئے ہے اب جو درس دینے والے ہیں وہ آپ کو بتائیں گے کہ بہتری کی کتنی قسمیں ان کو نظر آئیں۔ بے شمار قسمیں ہیں بہتری کی۔

نویں بات ہمیں یہ بتائی گئی کہ ماہِ رمضان کا دوہرا تعلق قرآن کریم سے ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم میں اس کے احکام ہیں۔ ماہِ رمضان کی عبادات صوم کی جو عبادات ہیں اس کے احکام جو ہیں وہ قرآن کریم میں نازل ہوئے اور دوسرے یہ کہ قرآن کریم ماہِ رمضان میں نازل ہوا حدیث میں آتا ہے کہ ہر رمضان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا قرآن نازل ہوتا تھا اس کا دور کیا کرتے تھے۔ تو ماہِ رمضان کا ایک گہرا تعلق اور دوہرا تعلق قرآن کریم سے ہے۔

پھر دسویں یہ بتایا گیا کہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے انسانوں کے کسی ایک گروہ کے لئے نہیں۔ کسی ایک خطہ ارض کے لئے نہیں اور ہمیں اس طرف توجہ دلائی گئی کہ ماہ رمضان میں قرآن کریم کے پڑھنے اور اس کے مطالب سیکھنے کی طرف دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ توجہ دیا کرو۔ اور جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے اس لئے جو ماننے والے ہیں اس حقیقت کو کہ قرآن تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے ان کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اس عالمگیر ہدایت کی طرف بنی نوع انسان کو (جو ابھی تک اس سے واقف نہیں) لانے کے لئے قرآن کریم کے علوم سیکھیں۔

گیارھویں ہمیں یہ بات بتائی گئی۔ قرآن کریم جس کا ماہ رمضان سے گہرا تعلق ہے ایسے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے جو ہدایت پیدا کرتے ہیں۔ یعنی یہ تصور اسلام نے نہیں دیا کہ مسلمان ہوتے ہی یا اصلاح نفس کے ابتدائی دور میں ہی انسان ہدایت کے عروج کو اس کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں یہ ہدایت دی ہے قرآن کریم نے ہمیں یہ علم عطا کیا ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں اس بات کے لئے ابھارا ہے کہ دیکھو وصل الہی اصلی اور آخری انتہائی مقصود ہے اور انسان اور خدا کے درمیان غیر محدود بُعد ہے۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے ایک ہدایت کے بعد دوسری ہدایت کا پانا ضروری ہے۔ اس کی رضا کو تم پاؤ گے تمہیں روحانی سرور ملے گا۔ تم خدا کے پیارے ہو گے اس حد تک۔ لیکن یہ پیار وہ انتہائی پیار تو نہیں ہوگا۔ جو تم حاصل کر سکتے ہو اس لئے قرآن کریم میں شروع میں ہی کہہ دیا گیا تھا کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ہدایت کے بعد دوسری ہدایت۔ نئی راہیں ہدایت کی جو اور آگے لے جانے والی ہیں۔ ایک منزل کے بعد اگلی منزل پر پہنچیں گے پھر ہدایت ملے گی۔ یہ تو نہیں تمہاری منزل آگے چلو۔ پھر اور راہ دکھا دی۔ پھر اور آگے لے گئے۔

پس اپنے نفس کے لئے اور دوسروں کی ہدایت کے لئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی جو یہ صفت ہے کہ وہ ہدایت کے بعد ہدایت دیتا چلا جاتا ہے اس کا ہمیں علم ہو اور اس کے لئے ہماری جدوجہد اور جہاد اور مجاہدہ ہو۔

اور بارھویں یہ ہے کہ ہدایت کی نئی راہیں کھولنے والے دلائل ہیں۔ دوسرے نئی راہوں

کی ضرورت پڑتی ہے نئے زمانوں کے ساتھ۔ ہر زمانہ نئے مسائل انسان کے سامنے رکھتا اور نئے علوم قرآنی کا تقاضا کرتا ہے تو پچھلے دروازے کچھلی راہیں بند ہو جاتی ہیں آگے نہیں چلتیں۔ انسان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے انسان کا ساتھ نہیں دے رہی ہوتیں۔ نئی راہیں کھلنی چاہیے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا ہے کہ ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ کے ایسے محبوب بندے امت محمدیہ میں موجود رہتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے نئے علوم روحانی سیکھ کر ہدایت کی نئی راہوں کا علم حاصل کر کے زمانہ کے نئے مسائل کو حل کرنے کا سامان پیدا کرتے ہیں۔

اور تیرھویں ہمیں یہ بتایا گیا کہ قرآن کریم ایک ایسی عظیم کتاب ہے کہ اس کے ساتھ محض دلائل کا یا تعلیم کا، ہدایت کا ہی تعلق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فرقان بھی اس کو دیا گیا اور اس کے ساتھ الہی نشان بھی ہیں۔

پہلے کہا گیا تھا کہ روزے تم پر فرض کئے گئے جس طرح پہلوں پر فرض کئے گئے۔ اب چودھویں بات ہمیں یہ بتائی گئی کہ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ رمضان کے روزے رکھو امر کے صیغہ میں۔ پہلے فرضیت بتائی تھی، اب حکم کا رنگ ہے۔ تمہیں حکم ہے کہ رمضان کے روزے رکھو۔

اور پندرھویں یہ کہ اگر عارضی وقتی بیماری ہو۔ پہلے جس بیماری کا ذکر تھا وہ دائمی تھی جب روزہ رکھنے کی طاقت ہی جاتی رہتی ہے لیکن اب یہ ذکر ہے کہ عارضی طور پر انسان بیمار ہو جاتا ہے مثلاً بہت ساری بیماریاں ہیں ایک کو بطور مثال کے لے لیتے ہیں۔ رمضان سے دو چار دن پہلے آٹھ دس دن پہلے اگر کسی نوجوان بالغ کو ٹائیفائیڈ ہو جاتا ہے ڈاکٹر اس کو کہے گا تم روزہ نہیں رکھ سکتے تو اگر وقتی بیماری ہو تو تعداد جو ہے، جتنے چھٹ گئے مثلاً بیماری جو ہے وسط رمضان میں بھی آسکتی ہے شروع میں بھی آسکتی ہے پہلے بھی آسکتی ہے۔ کچھ روزے بھی چھڑوا سکتی ہے۔ سارے روزے بھی چھڑوا سکتی ہے تو جو تعداد رہ گئی ہے وہ تعداد اور دنوں میں پورا کرو اور تمہیں ثواب رمضان کے روزوں کا ہی ملے گا یہ شان ہے اسلامی تعلیم کی۔ اگر وقتی بیماری ہے اور عذر صحیح ہے اور نیت میں اخلاص ہے تو دوسرے وقت میں ماہ رمضان سے باہر جو تم فرض روزے پورے کر رہے ہو گے تمہیں ثواب وہی ملے گا جو رمضان کے دوران روزہ رکھنے والوں کو ثواب ملے گا اور اگر مسافر ہو تب بھی اور دنوں میں تعداد پوری کرنا واجب ہے۔

سولہویں بات ہمیں یہ بتائی (اللہ بدعات سے محفوظ رکھے) کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے۔ ایک یہ بتایا کہ ان آیات میں **يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ** اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اللہ آسانی چاہتا ہے اس کی بڑی مہربانی ہے پر ہم تکلیف اٹھا کے اس کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے۔ اسلام کہتا ہے کہ تم اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے۔ کامل فرمانبرداری کے نتیجے میں اس کی رضا کو حاصل کرو گے تو سولہویں کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے۔

اور سترہویں ہمیں کہا **وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ**۔ اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم اپنے لئے تنگی پیدا کرو تو جو شخص اپنے لئے تنگی پیدا کر کے خدا تعالیٰ کی طرف سے جو یسر اور آسانی (**يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ**) کی سہولت دی گئی ہے اس کے خلاف کام کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کام کر رہا ہے کیونکہ اعلان کیا گیا ہے **وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ** اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ تم اپنے لئے تنگی پیدا کرو تو خدا تعالیٰ کچھ چاہتا ہے اور تم اس کے خلاف چاہتے ہو اس کو کیسے خوش کرو گے۔

اور اٹھارہویں بات اس میں یہ بتائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ تم اپنے لئے تنگی پیدا کرو۔ اس لئے اللہ کہتا ہے دوسرے وقتوں میں تعداد کو پوری کرو۔ اگر مریض ہو تب بھی اگر عارضی طور پر مریض ہو تب بھی اور اگر مسافر ہو تب بھی اور یہ حکم اس نے اس لئے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور تعداد کو بھی پورا کر لو یعنی تنگی میں پڑے بغیر روزوں کی تعداد پوری کر کے اس کی رضا بھر پور جو لے سکتے ہو تم حاصل کر لو۔

اور انیسویں یہ کہ روزہ رکھنے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جا سکتے ہو۔

اور بیسویں یہ کہ تم ایک دوسرے کے لئے لباس ہو۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر دو کے تعلقات ایسے ہیں اور ہر دو کی ذمہ داریاں ایسی ہیں (مرد اور عورتیں دونوں سن لیں) کہ خاوند بیوی کی عزت کا نگہبان اور بیوی خاوند کی عزت کی نگہبان بن جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو کسی فرانسیسی مترجم نے فرانسیسی میں قرآن عظیم کا ترجمہ کیا تو اس آیت کا یہ ترجمہ کر دیا کہ **هُنَّ لِبَاسٍ لِّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٍ لَّهُنَّ** کہ عورتیں تمہاری پتلونیں ہیں اور تم ان کے

گھگرے ہو۔ They are your trousers and you are their shirts. تو یہ مطلب نہیں ہے ظاہری لباس مراد نہیں۔ لباس ڈھانکتا ہے۔ لباس سردی گرمی سے حفاظت کرتا ہے۔ لباس زینت بنتا ہے۔ لباس کے متعلق خود قرآن کریم نے دوسری جگہ بہت سے فوائد بتائے ہیں۔ یہاں روحانی فوائد مراد ہیں اور صرف اتنا کہا ہے کہ تم ان کے لئے لباس اور وہ تمہارے لئے لباس۔

اکیسویں بات یہ بتائی گئی کہ کھاؤ پیو روزہ کھولنے کے بعد کوئی پابندی نہیں یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ شروع میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بعض ایسے مخلص مسلمان تھے (پوری طرح احکام ابھی واضح نہیں تھے) کہ جب روزوں کا حکم ہوا تو انہوں نے روزے سے روزہ ملانا شروع کر دیا یعنی دو دن کا روزہ اکٹھا رکھ لیا اور بہت زیادہ تنگی میں اپنے آپ کو ڈالا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع کیا۔ اب یہ حکم ہے کہ روزہ کھولنے کے بعد سحر تک جو سحری بند ہونے کا وقت ہے جس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں روشنی کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگ جاتی ہے کہتے ہیں اس وقت تک کھاؤ پیو اپنی ضرورت کے مطابق۔ یہ نہیں کہ اسراف کرو۔ اپنی ضرورت کے مطابق ہر شخص کھائے اور پیئے۔ کسی کی دو چھٹانک کی ضرورت ہے ممکن ہے کسی کی ایک سیر کی ہو جائے لیکن بہر حال کہا ہے کہ اپنی ضرورت کے مطابق کھاؤ اور پیو صبح تک۔

اور بائیسویں یہ بتایا کہ اس کے بعد جس وقت سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے اس کے بعد رات تک غروب آفتاب تک روزوں کی تکمیل کرو۔ ادھورے روزے نہیں جس طرح ”چڑھی روزہ“ بچے رکھا کرتے ہیں یعنی دن میں چار پانچ روزے بالغ مسلمانوں کے لئے وہ روزے نہیں ہیں۔

تیسویں یہ ہے کہ اعتکاف کی حالت میں رات کو بھی بیویوں کے پاس نہ جاؤ اور یہ تفصیل بیان کرنے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے بنیادی باتیں بیان کرنی شروع کیں۔

اور چوبیسویں یہ بتایا کہ یہ جو میں نے حکم نازل کئے ہیں ان کو ایسا سمجھو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ حدود ہیں۔ ان کے قریب بھی مت جاؤ۔ بعض لوگ دیر بعد سحری شروع

کرتے ہیں اور دیر تک کھاتے رہتے ہیں اور حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ یہ تو صحیح ہے کہ ایک مؤذن مدینہ میں کوئی آدھ منٹ یا ایک منٹ پہلے صبح کی اذان دے دیتے تھے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ زیادہ محتاط ہیں وہ جو آخری ایک منٹ ہے وہ تو تمہارا ہے کھانے کا۔ اس میں بے شک کھالیا کرو۔ لیکن اصل یہ ہے کہ سفید دھاری روشنی کی، کالی دھاری سے الگ نظر آنے لگ جائے۔ اس کے بعد کچھ نہیں کھانا۔ یہ حد ہے اس کے قریب بھی مت جاؤ اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ جو اس تفصیل کے ساتھ اپنے احکام بیان کرتا ہے۔ اس طرح لوگوں کے لئے احکام بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ لوگ ہلاکتوں سے بچ جائیں تو یہ باتیں تفصیل سے تمہیں بتادیں۔ روزہ کی مصلحتیں بتادیں۔

روزے کے آداب بتادیئے۔ روزہ کے آداب میں سے سب سے بڑا ادب قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت۔ کثرت سے دعائیں کرنا ہے اور بیچ میں سے ایک آیت میں چھوڑ گیا تھا کیونکہ میں اس کے اوپر ذرا لمبا کہنا چاہتا تھا میرا خیال تھا کہ اگر وقت ہو تو بتادوں گا۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ اس کا روزوں کے ساتھ اور ماہ رمضان کے ساتھ اور کثرت عبادت کے ساتھ اور کثرت قرأت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے اور اس کے متعلق (انشاء اللہ) اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور صحت دی اور زندگی دی تو اگلے خطبہ جمعہ میں میں کچھ کہوں گا۔ اس وقت میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۳ اگست ۱۹۷۹ء صفحہ ۲ تا ۶)

